سیرتِ نبوی ﷺ اور واضح کامیابی

تحریر: فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالرحمٰن السدیس

حمد وثناء کے بعد: برادرانِ اسلام! جو شخص حسن فہم کے ساتھ تاریخ کا مطالعہ کرے اور تاریخ کے میدانوں میں جستجو کے گھوڑے دوڑائے تو اسے چمکتے پانی سے بھی زیادہ صاف پانی کا چشمہ نظر آئے گا، خالص ٹپکتے شہد سے بھی صاف چشمہ اسے دکھائی دے گا۔ یہ خوبصورت چشمہ خیر البشر کی معطر اور عالی مرتبت سیرت کے روشن اور منور صفحات ہیں۔ اللہ کی رحمتیں اور سلامتی آپ پر ہو۔ آپ ﷺ ہی پاکیزہ طینت کا مرجع اور چارسُو پھیلی نیکی کا سرچشمہ ہیں۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے: ''اللہ نے انہیں رفعت و بلندی ہی عطا کی اور جسے عرش والا بلند کردے اسے کوئی گرا نہیں سکتا۔''

برادرانِ اسلام! بعثت نبوی سے پہلے تاریخ ایک اندھیری رات کی طرح تھی۔ حتیٰ کہ روشن اور واضح ہدایت آ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے واضح آیات، پاکیزہ سنت اور معطر و پاکیزہ سیرت کے ساتھ حق کو ممتاز کیا۔ آپ کی سیرت ہی سب سے شیریں جھرنا ہے، سعادت مندی اور کامیابی، تعمیر و اصلاح کے خواہش مند پیروکاروں اور مقتدیوں کیلئے عظیم ترین چشمہ ہے۔ یہ بات ہر خاص و عام تسلیم کر چکا ہے۔ دلائل ونصوص نے یہ ثابت کیا ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت وہ روشن اور جگمگاتا نور ہے جو ہمارے عقیدے اور عبادات کے مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ سیرت و کردار اور تربیت و اخلاقیات کیلئے عالی منزل چشمہ ہے۔ انسانی اور عالمی تعلقات کیلئے چمکتا سورج ہے کیونکہ اس میں شرعی مقاصد اور ضروری آداب بھی آ گئے ہیں۔

سیرت کے حالات کو پیش کرنے میں اگرچہ مختلف لوگوں کا طرزِ بیان مختلف ہوتا ہے لیکن یہاں ایک نہایت اہم پہلو کی طرف توجہ مبذول کرانا بھی ضروری ہے اور وہ ہے ''اہداف ومقاصد کا پہلو۔'' برادرانِ اسلام! سیرت نبوی بڑی واضح طور پر مقاصد شریعت سے لبریز ہے۔ بلکہ پاکیزہ اور معطر سیرت سے مزین ہونے کے بعد یہ مقاصد اور بھی روشن ہو گئے ہیں۔ رسالت محمدیہؐ کا عمومی مقصد انسانیت پر رحمت وشفقت

کرنا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ [الانبیاء:107] ''ہم نے جو آپ کو بھیجا ہے تو یہ دراصل دنیا والوں کے حق میں ہماری رحمت ہے۔'' یہ مقصد رب العالمین کی توحید کی دعوت اور عمدہ اخلاق کی تکمیل سے حاصل ہوگا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں ''مجھے عمدہ اخلاق کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہے۔''

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مجھے توحید پر مبنی رحمت ونرمی والا دین دے کر بھیجا گیا ہے۔'' خیر البشر کی سیرت نے جس طرح ہماری دینی ضروریات کی حفاظت کی ہے ہم اس طرح کی حفاظت بھلا کیسے کر سکتے تھے؟ دین کی حفاظت، عقیدے کے بیان اور معالم دین کی وضاحت کیلئے آپ ﷺ کی ہدایات اور توجیہات سے بڑھ کر خوبصورت ہدایات کوئی نہیں ہوسکتیں۔ پھر آپ ﷺ غیر مسلموں کو بھی دین کی دعوت دیتے۔ آپ کی دعوت میں دین اسلام کی عظمت، جامعیت، کمال اور رحمت کا اعلان ہوتا تھا۔ مختلف بادشاہوں اور امراء کو لکھے گئے خطوط میں خیر خواہی، مکالمہ، اصلاح اور محبت کا پیغام ہوتا تھا۔ آپ ﷺ انہیں محبت والفت، امداد باہمی، سلامتی، اجتماع اور دین اسلام کو تھامنے کی دعوت دیتے۔ جو مسلمان ہو جاتا وہ سلامتی پالیتا اور دوسروں کو سلامتی پہنچانے والا بن جاتا۔ اگر جنگ کے حالات پیدا ہوتے تو بھی نرمی، درگزر اور خون نہ بہانے کی جانب غالب ہوتی۔ آپ دو عظیم مقاصد کو اکٹھا کرتے۔ دین کی حفاظت اور انسانی جانوں کا تحفظ۔''

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے ''آپ نے جب بھی کسی قوم سے جنگ لڑی، پہلے انہیں اسلام کی دعوت دی۔'' صحیحین میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جنگ خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا ''آہستہ آہستہ جاؤ، جب یہودیوں کے میدان میں پہنچ جاؤ تو انہیں اسلام کی دعوت دینا، کیونکہ اللہ کی قسم! اگر اللہ تیرے ذریعے ایک آدمی کو ہدایت بخش دے تو وہ تیرے لیے (غنیمت کے) سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔'' اللہ اکبر۔ شاعر کہتا ہے۔

''آپ ﷺ کے اخلاق پر اخلاق ختم ہو جاتے ہیں، آپ ﷺ کے اخلاق اخلاقیات کی تکمیل ہیں، آپ ﷺ ابتدا ہی میں دوسروں کے انتہائی اخلاق پر غالب آجاتے ہیں، آپ ﷺ سے پہلے لوگوں نے ایک ہزار عالی اخلاق پیش کیے لیکن آپ ﷺ ان سب پر غالب آگئے۔''

امت ایمان! پاکیزہ سیرت نبوی میں جو عالی مقاصد بیان ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ

خواتین، بوڑھوں، زخمیوں، بیماروں، معذوروں، راہبوں وغیرہ کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ آپ ﷺ نے انسانی جانوں کی حفاظت کیلئے انہیں قتل کرنے سے روک دیا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے انسانی نسل کو محفوظ کرنے کیلئے بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی لشکر بھیجتے تو فرماتے ''اللہ کے نام پر چلو، اللہ کی راہ میں جہاد کرو، بدعہدی مت کرو، خیانت مت کرو، لاشوں کی بے حرمتی نہ کرو، بچوں اور راہبوں کو مت قتل کرو۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کسی انتہائی بوڑھے کو مت مارو، کسی بچے اور عورت کو مت قتل کرو، اصلاح کرو اور احسان کرو بلاشبہ اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' [سنن أبي داود] الفاظ کے یہ دائمی موتی اور بلند مرتبہ ستارے سیرت محمدیہ کے ہیں جو جامع رحمت اور نرمی کے جذبات سے لبریز ہیں۔ اسلام کے مبادیات اور شریعت کے عظیم مقاصد کے ساتھ چمک رہے ہیں۔ اسی طرح سیرت نبوی ﷺ انسانی نسل کو قتل و بربادی سے بچانے کیلئے نرمی اور شفقت کے مقاصد کے ساتھ روشن ہے۔ عقل انسانی کی حفاظت بھی سیرت نبوی کے مقاصد میں شامل ہے۔

نبی کریم ﷺ نے نشہ آور اشیاء اور شراب سے منع کیا ہے۔ ہر وہ چیز جو ہوش وحواس ختم کردے اس سے منع کردیا۔ امام احمد رحمہ اللہ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر نشہ آور حواس باختہ کرنے والی چیز سے منع کیا ہے۔'' عقل حواس کی بنیاد ہے اور فرائض کی سب سے بڑی مخاطب ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''مقصود کے اعتبار سے عقل سب سے اہم چیز ہے نفع کے لحاظ سے سب سے عظیم حواس ہے۔ اسی کی بنا پر اسلامی احکامات اسی پر لاگو ہوتے ہیں۔ معاملات کے درست ہونے اور عبادات کی ادائیگی کیلئے عقل صحیح ہونے کی شرط ہے۔ امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''شریعت نے عقل کی حفاظت کیلئے اس کے نقص کو دور کرنے کا حکم دیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [المائدة:90] ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہ شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں، ان

سے پرہیز کرو، امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہوگی۔''

شاعر کہتا ہے'' آدمی کیلئے اللہ کی افضل ترین نعمت عقل ہے، اللہ کی نعمتوں میں اس کا مقابل کوئی نہیں۔ جب رحمان کسی شخص کی عقل مکمل کر دیتا ہے تو اس کے اخلاق اور مقاصد مکمل ہو جاتے ہیں۔'' چونکہ عقل کو بڑی اہمیت حاصل ہے اس لیے اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی حفاظت کا خوب اہتمام کیا ہے۔ لہٰذا آپ نے نشہ آور اشیاء اور منشیات سے روکنے کے علاوہ مسلمان شخص کو منع کیا کہ وہ دوسروں کی رائے کا مقلد ہو۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' دوسروں کی رائے کے مقلد مت بنو، یہ مت کہو کہ اگر لوگ اچھا سلوک کریں گے تو ہم بھی اچھا سلوک کریں گے اور اگر انہوں نے ظلم کیا تو ہم بھی ظلم کریں گے۔ خود کو احسان پر آمادہ کرو، اگر لوگ احسان کریں تو تم بھی احسان کرو۔ اگر وہ برا سلوک کریں تو تم ظلم مت کرو۔'' اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اعتدال اور میانہ روی کا بھی اہتمام کیا ہے۔ غلو اور انتہا پسندی سے بچایا ہے۔ سیدنا سعد بن أبی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ'' رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی دنیا سے کنارہ کشی کیلئے شادی نہ کرنے کی خواہش رد کردی۔'' اسی طرح آپ ﷺ نے ان تین صحابہ رضی اللہ عنہم کی خواہشات کو بھی رد کر دیا جو آپ کے گھر آپ کی عبادت کے بارے پوچھنے آئے تھے۔ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں آپ کی عبادت کے بارے بتایا تو انہوں نے اپنی عبادت کو بہت کم محسوس کیا بلکہ آپ نے بڑے واضح اور علانیہ الفاظ میں سیدنا ابوموسیٰ اشعری اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما کو فرمایا'' آسانی پیدا کرو، اور مشکل مت پیدا کرو، خوشخبری دو اور نفرت مت پھیلاؤ، آپس میں متفق رہو اور باہم اختلاف نہ کرو۔'' [صحیح بخاری]

فضول باتیں کرنے والے، غافل دل والے اس سیرت سے رہنمائی کیوں نہیں لیتے کہ جن کے دلوں پر زنگ چڑھ چکا ہے۔ دنیا کی زندگی میں ان کی کوششیں برباد ہو چکی ہیں اور وہ اپنی گمراہی میں مگن ہیں اور اندھیروں میں ٹکریں مار رہے ہیں۔ وہ اس چمکتے نور سے دُور کیوں ہیں۔ وہ نور جو انہیں معاملات کو سمجھنے، مخلوق کیلئے آسانی پیدا کرنے اور انہیں مشکل سے بچانے کیلئے عقل کے خوبصورت استعمال کی ترغیب دیتا ہے۔ شاعر کہتا ہے'' یہ وہ حسن ہے جو سارے جہان کی خوبیاں اپنے دامن میں سمیٹ کر ہر خوبی سے کہیں آگے بڑھ گیا ہے۔''

امت اسلام! پاکیزہ سیرت نبوی سے حکمت اور رہنمائی کا ایک اور موتی نکالا جا سکتا ہے جو

ضروریات زندگی میں سے ہے اور وہ ''مال'' کی حفاظت ہے۔ اگرچہ وہ دشمن کا مال ہی کیوں نہ ہو۔ اسلام نے ان کی حفاظت کا حکم دیا ہے حتیٰ کہ جنگ کے دوران بھی درخت اور فصلیں جلانے، جانور ہلاک کرنے اور عمارتوں یا گھروں کو برباد کرنے سے منع کیا گیا ہے تاکہ معاشرہ تباہی و بربادی سے محفوظ رہے۔ اسی طرح معصوموں کو جکڑنے اور ڈاکہ ڈالنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس سے مقصود زمین میں فساد پھیلانا ہوتا ہے اور اللہ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کوئی اسلامی لشکر روانہ کرتے تو فرماتے ''اللہ کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ، کسی چشمے کو بند نہ کرنا، کوئی درخت نہ کاٹنا، سوائے اس درخت کے جو لڑائی میں رکاوٹ بنے، بدعہدی نہ کرنا اور خیانت نہ کرنا۔'' [بیہقی]

امت اسلام! اس پاکیزہ، عمدہ اور بلند مرتبہ سیرت میں دیگر ضروری مقاصد کے ساتھ ساتھ ضروریات زندگی میں آسانی پیدا کرنا بھی ایک اہم مقصد ہے۔ مخلوق کے دینی امور میں وسعت دی گئی ہے اس سے انسانی فائدے میں رکاوٹ بننے والی تنگی، مشقت اور حرج کو دور کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''یہ دین آسان ہے، جس شخص نے بھی سختی کرنے کی کوشش کی، دین اس پر غالب آ گیا، لہٰذا درست عمل کرو، قریب قریب رہو اور خوشخبری دو۔'' [صحیح بخاری]

رسول اللہ ﷺ نے اپنی سیرت میں آسانی اور محرمات کی تعظیم کو جمع کیا ہے لہٰذا مقاصد کے حصول میں اور انجام کے اعتبار سے مثالی نظام قائم کیا ہے۔ 6ھ میں آپ ﷺ نے صلح حدیبیہ کی۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا ''اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قریش مجھ سے ایسا کوئی بھی مطالبہ کریں جس سے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی تعظیم ہو تو میں ان کے مطالبے کو ضرور قبول کرلوں گا۔'' [صحیح بخاری]

اس روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہت زیادہ تکلیف اور تنگی محسوس ہوئی۔ ایسی کہ جس تکلیف کی شدت مضبوط پہاڑ بھی برداشت نہ کر سکتے۔ وہ خیال کر رہے تھے کہ انہوں نے قریش کی شرطیں مان کر دینی کمزوری کا اظہار کیا ہے۔ لیکن درحقیقت وہ فتح مبین تھی۔

سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ''تم فتح مکہ کو عظیم فتح شمار کرتے ہو حالانکہ ہم صلح حدیبیہ کے دن بیعت رضوان کو فتح مبین سمجھتے ہیں۔'' صلح حدیبیہ سے مسلمانوں کو بڑی عظیم کامیاں حاصل ہوئیں۔ ان میں

سے ایک اس بلند ترین اور عظیم اسلامی مقصد کا حصول بھی تھا۔ جسے کہا جاتا ہے ''عظیم فائدے کی خاطر کم تر فائدے کی قربانی دینا۔'' اور بلاشبہ دین اسلام محبت و الفت، صلح جوئی، سلامتی اور درگزر کا دین ہے۔

اسلام انتہائی ناگزیر حالات میں جنگ کی اجازت دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''دشمن سے جنگ کی تمنا مت کرو، اللہ سے سلامتی کی دعا کرو، پھر جب دشمن سے سامنا ہو جائے تو صبر سے کام لو۔'' اسی طرح آپ کے معاہدہ مدینہ میں بھی ایسی کئی مثالیں ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا اخلاق اسی طرح تھا حتیٰ کہ آپ نے زمانہ جاہلیت میں ہونے والے معاہدے حلف الفضول کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ''میں نے عبداللہ بن جدعان کے گھر ایک معاہدے میں شرکت کی۔ مجھے اس کے بدلے سرخ اونٹوں کا حصول بھی پسند نہیں۔ آج اگر زمانہ اسلام میں مجھے ایسے ہی معاہدے کی دوبارہ دعوت دی جائے تو میں ضرور قبول کرلوں گا۔'' [صحیح بخاری] ان کا یہ معاہدہ نیکی کا حکم دینے، برائی سے روکنے اور زائد مال تقسیم کرنے کیلئے تھا، اسی طرح لوگوں کے فائدے کی کئی دیگر چیزیں بھی اس میں شامل تھیں۔ جیسے ظلم کا خاتمہ، حقدار کو حق پہنچانا، عدل و انصاف کی فراہمی اور خیر میں تعاون کرنا۔ امن و امان اور سلامتی کو یقینی بنانا۔ اسی طرح سیرت نبوی کے ہر واقعے اور حادثے میں شریعت کے مقاصد واضح ہوتے ہیں۔

سید البشر ﷺ کے پیروکار! نبی مختار کی مبارک سیرت نبی کریم ﷺ سے محبت و الفت رکھنے والوں کے دلوں کو سیراب کرتی ہے اور ان کے دلوں کی آواز بن جاتی ہے۔ یہ کیسے نہ ہو، جب کہ آپ اللہ مالک الملک کے رسول ہیں۔ عدل و انصاف اور سلامتی کے علم بردار ہیں۔ آپ انسانیت کو انحطاط، بت پرستی اور گناہوں کے اندھیروں سے نکالنے کیلئے آئے ہیں۔ کیا آپ سے بڑھ کر انسانیت کے عظیم تربیت کرنے والے اور استاد کوئی ہیں؟ اور آپ سے بڑھ کر امت اسلامیہ کے افضل ترین معلم اور تہذیب سکھانے والے ہیں۔ خصوصاً دور حاضر میں جب کہ غلو، دہشت گردی، بم دھماکوں، گروہ بندی، بدعات کی کثرت، دینی احکام کے ساتھ کھیلنے اور شریعت کے مسلّمات سے چھیڑ چھاڑ کا دور ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ [آل عمران:164] ''درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ اُن کے

درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے، اُن کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور اُن کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔''

دوسرا خطبہ

حمد و ثنا کے بعد: اے مسلمانوں کی جماعت! آج جب کہ دنیا کو جنگوں اور مصیبتوں کا سامنا ہے، امت اسلامیہ کا فرض ہے کہ وہ سیرت نبی ﷺ کی طرف لوٹ آئے اور گہرائی کے ساتھ اس کا مطالعہ کرے، زندگی کے ہر گوشے میں نبی اکرم ﷺ کی سیرت کے ساتھ جڑ جائے اور ہمیشہ جڑی رہے، اسے اچھی طرح سمجھ لے اور سیرت کے ہر پہلو پر عمل کرے، تاکہ وہ کمزوری اور فتنوں کی زنجیروں سے آزاد ہو جائے جن میں وہ اس مشکل اور پریشان کن زمانے میں گھری ہوئی ہے۔

وقت کے ساتھ ساتھ کچھ لوگوں نے وحی الٰہی اور سنت نبویؐ کو چھوڑ کر دوسرے راستے اختیار کر لیے ہیں، سیرت کو محض قصہ کہانی کے طور پر لیا ہے اور سیرت نبویؐ کے مقاصد اور اہداف سے غافل ہو گئے ہیں۔ ایسے لوگوں نے ظاہری ہیئت اور شکل و صورت پر بہت زیادہ توجہ دی ہے جب کہ حقائق، اصلی اوصاف اور عظیم مقاصد سے غافل رہے ہیں۔

آیئے! ہم تباہ کن مکر کا نعرہ لگانے والوں کی زبان کو لگام دیں، بلند اور گونجتی آواز میں نعرہ لگائیں کہ دین کی عزت اور نصرت کا مرکز سیرت محمد ﷺ ہی ہے۔ سیرت کے واقعات کے مطالعہ اور تحقیق کے ذریعے ہی امت کو عزت اور نصرت نصیب ہو سکتی ہے۔ سیرت رسول ﷺ اس دور کی وہ ترقی کی طرف لے جانے والی بولی ہے کہ امت کو قیادت اور حکمرانی پر فائز کر سکتی ہے۔

علمائے امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ساری دنیا کے سامنے مکمل خود اعتمادی اور پورے فخر کے ساتھ سیرت کے مقاصد بیان کریں۔ سیرت میں عدل، رحمت، سلامتی، بہترین اخلاق، اعلیٰ کردار اور امن و امان کے پہلو بیان کریں۔

امت اسلامیہ کو آج سے بڑھ کر کبھی چراغ نبوت سے روشنائی حاصل کرنے کی اور آپ ﷺ کی معطر سیرت سے ہدایت حاصل کرنے کی اور اس کی روشنی میں چلنے کی اتنی ضرورت نہیں رہی، کیونکہ امت اسلامیہ آج ماتحتی، کمزوری اور کنارہ کشی کے ویرانوں میں بھٹک رہی ہے اور فتنہ فساد کے ساتھ تو گویا کہ بندھ

چکی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی ہدایات سے کوسوں دور جا چکی ہے اور اب تو دشمنان اسلام مسلمانوں کے مقامات میں بھی فسادی بن کر منڈلاتے پھرتے ہیں۔

دیکھیے! آج بھی وہ نبی اکرم ﷺ کا مقامِ معراج اور تیسری مقدس ترین مسجد میں جنگ کے شعلے بھڑکا رہے ہیں اور دہشت گردی پھیلا رہے ہیں۔ اللہ ہماری اس مقدس مسجد کو یہودی غاصبوں سے نجات عطا فرما کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی فرمائے اور قیامت تک اسے باعزت اور باوقار رکھے۔

نوجوانان امت کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنی فکر کی حفاظت کریں، مشکوک جھنڈوں کو گرا ڈالیں، غیر حقیقی نعروں کو ٹھکرا دیں اور سیرت کی گھنی چھاؤں کے سائے میں آجائیں کیونکہ یہی ہمارا تاریخی سرمایہ ہے، یہی علمی، عملی، اخلاقی اور سماجی نصاب ہے کہ جس سے نبوی چراغ سے روشنی حاصل کر کے اسے پھیلانے والے اصول لیتے اور اپنی بقا کا سامان کرتے رہتے ہیں۔

آیئے! رسولوں کے سردار کی سیرت اور ہدایات پر عمل کریں اور سنت نبوی کو پھیلانے کیلئے عصر حاضر کے تمام تر وسائل استعمال کریں تاکہ ساری دنیا کے سامنے دین اسلام کی اچھائیاں واضح ہو جائیں۔

ہمیں سیرت کے مقاصد کو جاننے کیلئے اس کا تفصیلی مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ اس دور میں کہ جس میں فتنوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر اپنے عروج پر ہے اور ہمارے بہت سے بھائیوں کو قتل و غارت، جلاوطنی اور جنگوں کا سامنا ہے، تاکہ ہم سیرت کی مدد سے اپنے اعمال کے نتائج دور اندیشی کے ساتھ معلوم کر سکیں۔

حلب اور اہل شام کے حالات تو ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں، اسی طرح عراق، یمن، برما اور اراکان میں بھی ہمارے بھائیوں کا حال ہم سے پوشیدہ نہیں۔

اے حلب کے شامی بھائیو! صبر سے کام لیجیے! صبر سے کام لیجیے! نصرت آ کر ہی رہے گی، اس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ ایمان، صبر، امید، بھلی توقع اور بشارتوں کو اپنی ڈھال بناؤ۔

اے پروردگار عالم! مؤمنوں کے سینوں کو ٹھنڈا فرما! واضح نصرت کے ساتھ، کہ جس میں اسلام اور اہل اسلام کو عزت نصیب ہو، مشرکوں، ظالموں، سرکشوں اور زیادتی کرنے والوں کو ذلت نصیب ہو۔ آمین!

(بشکریہ: ہفت روزہ ''اہل حدیث'' لاہور)